نگار عظیم

نگار عظیم عہد حاضر کی ایک اہم افسانہ نگار ہیں۔ ان کا اصل نام ملکہ مہر نگار ہے۔ قلمی نام نگار عظیم ہے۔ وہ اردو دنیا میں مشہور و مقبول ہیں۔ اردو کے علاوہ انہوں نے ڈرائنگ اور پینٹنگ میں بھی ایم اے کیا۔ انہوں نے سعادت حسن منٹو کی افسانہ نگاری کا تنقیدی جائزہ پیش کر کے جامعہ ملیہ اسلامیہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ اس وقت خواتین افسانہ نگاروں میں ان کی خاص پہچان یوں بھی بنتی ہے کہ انہوں نے خواتین کے جذبات و محسوسات اور ان کے مسائل پر متعدد افسانے لکھے ہیں۔ جبر و استحصال اور موجودہ معاشرے کی انسانیت سوز صورت حال پر انہوں نے نہایت اثر انگیز افسانے لکھے ہیں۔

نگار عظیم کے افسانوں کا پہلا مجموعہ 'عکس' کے نام سے 1990ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد 1999ء میں مجموعہ 'گہن' شائع ہوا۔ افسانوں کے علاوہ انہوں نے سفرنامے اور تنقید کے میدان میں بھی نمایاں کام کیے ہیں۔ انہوں نے ہرچرن سنگھ چاؤلہ کی شخصیت اور فن کا جائزہ پیش کیا ہے۔ بہادر شاہ ظفر کی شخصیت اور ان کی شاعری پر بھی ان کی اہم تنقیدی کتاب شائع ہو چکی ہے۔ نگار عظیم نے 'گرد آوارگی' کے نام سے ایک سفرنامہ بھی لکھا ہے جو خاصا مقبول ہوا۔

ABDIEL SOLUTIONS
ABSOL
* PATNA *

آشیانہ

اپنے بڑے بیٹے سراج اور بہو عرفانہ کے ساتھ رہتے ہوئے کئی برس بیت گئے تھے۔ ہر طرح کا سکھ چین تھا۔ یہاں دونوں ہر وقت ہر بات کا خیال رکھتے۔ ہر طرح کے عیش و آرام اور محبتوں سے نوازتے۔ دو پیارے پیارے پوتے بھی اللہ نے عطا کئے۔ عدنان تقریباً نو برس کا ہو گیا تھا اور فرحان ابھی پانچ برس کا۔ دونوں اسکول جاتے۔ دادا دادی سے محبت کرتے۔ پو کے مان، ہی مین اور بیسلیٹ کے قصے سناتے۔

لیکن ان سب کے باوجود اندر ہی اندر ایک طرح کا خالی پن، اداسی اور اکتاہٹ سی بھری رہتی۔ کبھی کبھی یہ اداسی گھٹن بن جاتی اور یہ سوچنے پر مجبور کر دیتی کہ آخر ایسا کیوں؟ میرے شوہر برکت علی صدیقی ایک اچھے عہدے پر فائز تھے۔ اپنا چھوٹا سا مکان تھا۔ اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ ہمارے دو بچے تھے۔ دونوں کی پرورش اور اعلیٰ تعلیم میں عمر کا پہیہ اتنا تیز چلا کہ احساس ہی نہیں ہوا کب بوڑھے ہو گئے۔ بیٹی رقیہ کی ذمہ داری سے سبک دوش ہوئے اور سراج کی بنگلور ملازمت لگی تو اکیلے پن نے گھیر لیا۔ رقیہ اپنے خاندان کے ساتھ خوش و خرم اور آباد تھی۔ شروع شروع میں تو جلدی جلدی بیٹی داماد آتے لیکن جیسے جیسے دن گزرے ان کی مصروفیتیں بڑھیں تو بس بطور مہمان آتے۔ اور پھر سراج کی شادی ہوئی اور وہ بھی اپنی بیوی کے ساتھ بنگلور آباد ہو گیا۔ لیکن برکت جیسے ہی ریٹائر ہوئے، سراج اور عرفانہ ضد پکڑ کر اپنے ساتھ بنگلور لے گئے۔ اور وہ آشیانہ جو ہم نے تنکا تنکا کر کے بنایا تھا بیٹے بہو کی محبت میں بہت دور چھوٹ گیا۔ بیٹے بہو نے خدمت گزاری اور دلجوئی میں دن رات ایک کر دیئے۔ کبھی کبھی ہم دونوں میاں بیوی اس خدمت سے شرمسار بھی ہوئے۔ جب ناشتے کی میز پر بہو سلائس پر مکھن کی موٹی تہہ لگا کر پیش کرتی تو یہ بھی مسکراتے اور میں بھی ہنس پڑتی اور کہتی پیاری بہو رانی اس عمر میں اتنا مکھن کھلاؤ گی تو دس بیماریاں اور پل جائیں گی اور تمہارا کام اور بڑھ جائے گا۔

اللہ نہ کرے امی جان۔ بیمار ہوں آپ کے دشمن۔ ایسا نہ کہئے۔ اس عمر میں کھائیں گی نہیں تو طاقت کہاں

سے آئے گی۔ کیوں ابو جان؟ اور ابو جان مسکرا پڑتے۔

کھانے پینے اور پھل فروٹ سے لے کر روز مرہ کی تمام ذمہ داریوں اور ضرورتوں کا وہ پورا خیال رکھتے۔ کچھ وقت پوتوں کے ساتھ باتیں کرنے، ان کے کھیل سیکھنے میں گزر جاتا۔ سراج آفس چلا جاتا۔ بہو گھر کے اور باہر کے کاموں میں مصروف رہتی۔ نئے زمانے کی ہوتے ہوئے بھی وہ پرانی قدروں سے جڑی ہوئی تھی۔ واقعی سراج کی پسند لاجواب تھی۔ دونوں میں کبھی کبھی تکرار بھی ہوتی۔ کیونکہ عرفانہ گھر کی نہ ہو کر ملازمت بھی کرنا چاہتی تھی۔ جبکہ سراج اسے غیر ضروری سمجھتا تھا۔ اسے اللہ نے اچھی ملازمت اور ہر آرام مہیا کیا تھا اور وہ عرفانہ کو خواہ مخواہ نوکری کے جوکھم میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

ابتدا میں بنگلور آکر ان کے ساتھ رہنا بہت اچھا اور خوشگوار لگا۔ نہ کھانے پکانے کی فکر نہ دال دلیے کا حساب، نہ پاس پڑوس اور آنے جانے والوں کا جھنجھٹ۔ لفٹ سے ساتویں منزل پر چڑھتے اور اترتے۔ کس فلیٹ میں کون رہتا ہے کیا کرتا ہے، مردہ یا زندہ کون جانے؟ بہت کوشش کرتی بہو کوئی کام کرنے دے لیکن وہ ہاتھ ہی لگانے نہ دیتی۔ دل چاہتا کہ برکت اور سراج کی پسند کی ڈش میں بھی بناؤں لیکن عرفانہ اتنے پیار سے منع کرتی کہ میں خاموش ہو جاتی۔

'کیا امی جان؟ ساری عمر تو ہو گئی آپ کو کام کرتے، پکاتے کھاتے، بس اب آپ کے آرام کے دن ہیں۔ سراج بتاتے ہیں آپ بہت کام کرتی تھیں۔ بہت اچھے کھانے پکاتی تھیں۔ لیکن اب نہیں اب میں ہوں نا!'

اور میں کچن سے باہر نکل آتی۔

سراج بھی عرفانہ کی زبان بولنے لگتا۔۔۔امی آپ آرام کیجیے۔ آپ کام کیوں کرتی ہیں۔ عرفانہ کو پریشانی ہوگی تو نوکر رکھ لے گی۔'

حالانکہ صفائی ستھرائی برتن جھاڑو اور کپڑے دھونے کے لئے دو دو آیا لگی ہوئی تھیں۔ لیکن عرفانہ کھانا ہمیشہ خود ہی پکاتی۔ اچھا اور ذائقہ دار پکاتی۔ مجھے کئی مرتبہ احساس ہوا کہ دو دو ملازماؤں کو پیسہ جاتا ہے۔ یہ چھوٹے موٹے گھر کے کام تو میں بھی کر سکتی ہوں لیکن سراج اور عرفانہ نے اس طرح کبھی نہیں سوچا کہ میں کام کروں۔ انہیں تو میرا آرام بے حد پسند تھا۔ کبھی کسی کام کے لئے ملازمہ کو ٹوکتی کہ سبزی ایسے دھوؤ، فریج میں ایسے رکھو۔ کپڑے

ایسے پھیلاؤ، سفید کپڑوں کے ساتھ رنگین کپڑے نہ دھوؤ تو سراج فوراً بول پڑتا۔ ارے امی یہ دردسر آپ کیوں مول لیتی ہیں۔ اس کے لئے تو آپ کی بہو ہی کافی ہے۔ آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں؟ اب میں کیا سمجھاؤں کہ میں پریشان نہیں ہوں۔ اس گھر پر اپنا حق سمجھتی ہوں۔ یہ میرے بیٹے اور بہو کا گھر ہے۔ یہ گھر پرایا نہیں ہے۔ صفائی ستھرائی یا گھر کے کام کاج پر میں نظر نہیں رکھوں گی تو کون رکھے گا؟ آخر میں گھر کی بڑی ہوں۔ بہو پر ابھی سے اتنی ذمہ داریاں ٹھیک نہیں۔ لیکن میں ایسا کچھ بھی نہیں کہتی۔ بس خاموش ہوجاتی۔

دراصل عرفانہ نے اپنے گھر کے نظام اور حقوق میں کسی دخل اندازی کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی۔ میں شکایت کرتی بھی تو کس بات کی۔ ان دونوں نے بڑی عزت، محبت اور احترام کے ساتھ مہمانوں کی طرح اپنے گھر میں اور دل میں جگہ دی تھی۔ جب کبھی دونوں میں ناراضگی یا کھٹ پٹ ہوتی تو موقع دیکھ کر سراج سے کہتی۔

'بہو اگر ملازمت کرنا چاہتی ہے تو کرنے دو پڑھی لکھی ہے۔ آج کل سب لڑکیاں کرتی ہیں اور پھر میں ہوں نا..... گھر کی تمام ذمہ داری میں سنبھال لوں گی۔ خالی ہی تو بیٹھی رہتی ہوں۔ یہاں مجھے کوئی کام ہی نہیں۔ پھر دو دو آیا لگی ہوئی ہیں۔'

'نہیں امی یہ مسئلہ نہیں۔ ان بڑے شہروں کے مسائل ہی دوسرے ہیں۔ دن بھر بسوں اور ٹرینوں میں دھکے کھانے پڑتے ہیں اور بھی کئی باتیں ہیں اور پھر خدانخواستہ کوئی پریشانی ہو تو چلو ٹھیک ہے۔ میرا اب پرموشن ہونے والا ہے۔ میری سیلری اور بڑھ جائے گی اور پھر کون سا بہت بڑا کنبہ ہے ہمارا.....'

سراج کے دلائل سن کر میں خاموش ہوجاتی اور بہو بھی بول پڑتی۔

'امی آپ فکر نہ کیجیے۔ ان کی عقل میں میری بات آئے گی ہی نہیں۔'

دن یوں تو بہت آرام سے گزر رہے تھے۔ لیکن دل کی نیا ڈولتی رہتی۔ برکت بھی بیٹے کے یہاں بظاہر خوش اور مطمئن نظر آئے لیکن ان کی بے چینی میری نظروں سے پوشیدہ نہ تھی۔ میں برکت کے مزاج کو بہت اچھی طرح جانتی تھی۔ لیکن ایک انجانا سا خوف مجھے ان کے دل کے تاروں کو چھیڑنے سے روکے رہتا۔ اس میں رتی برابر بھی شک نہیں کہ ہمارا بیٹا اور بہو بہت لائق باادب اور ہزاروں میں ایک تھے۔ ہمیں تو ان پر فخر ہونا چاہئے تھا۔ ان کے گن بیان کرنے چاہئے تھے۔ جیسے عرفانہ اپنی سہیلیوں سے ہمارے گن گاتی تھی۔ لیکن ہمیں اتنا موقع بھی کہاں ملتا

تھا۔ یا پھر شاید ہم خود کو ہی نہیں سمجھ سکے کہ ہم چاہتے کیا ہیں؟ اپنا ہاتھ اختیار؟ اپنی بادشاہت؟ ہم عمر ساتھی؟ عیش و آرام؟ یا پھر اپنا پن؟

ہم سب جب کبھی ایک ساتھ بیٹھتے اور پرانی باتیں چھڑتیں تو مجھے احساس ہوتا برکت کے اندر بھی کہیں نہ کہیں مایوسی پنپ رہی ہے۔ نہ جانے وہ کیا سوچتے رہتے تھے۔ اور پھر ایک روز وہ خود ہی بول پڑے۔

'تھک گیا ہوں میں آرام کرتے کرتے اور کتابیں پڑھتے پڑھتے۔ مجھے یہاں آنے کے بجائے کہیں کوئی کام یا نوکری کرنا چاہیے تھی۔ شاید ہم نے یہاں آکر غلطی کی زرینہ۔ یہ ہمارا گھر نہیں ہے۔ یہ تو بیٹے اور بہو کا گھر ہے۔ ہم تو اس گھر کے مہمان ہیں۔ اور مہمان تو دن دو دن کا ہوتا ہے برسوں کا نہیں۔ اسی مہمانی میں دو برس گزار دیئے ہم نے۔ بہت ہوئے ہیں دو برس۔ اب میں بیمار سا ہو گیا ہوں۔ کیا تم اپنے بیٹے بہو کو چھوڑ کر میرے ساتھ اپنے چھوٹے سے گھر میں واپس چلوگی۔ جہاں تم پکاؤ گی اور میں کھاؤں گا۔ چٹنی روٹی ہی سہی۔ اپنا پڑوس ہوگا، شام کی محفلیں ہوں گی اور پھر بیٹا بہو چھوٹ تھوڑے ہی جائیں گے۔ ہم سب آتے جاتے رہیں گے۔'

برکت کی محبت اپنائیت اور خود اعتمادی نے میرے اندر سیکڑوں چراغ روشن کر دیئے اور ہم نے پھر اپنا آشیانہ آباد کرنے کا فیصلہ لے لیا۔

لفظ و معنی

عطا کرنا ۔ دینا

فائز ہونا ۔ مقرر ہونا، عہدے پر رہنا

سبک دوش ۔ ملازمت کی مدت پوری کرلینا، فارغ ہو جانا

دل جوئی ۔ خوش کرنا، خیال رکھنا

شرمسار ۔ شرمندہ

نظام ۔ انتظام، قرینہ

خود اعتمادی ۔ اپنے آپ پر بھروسہ

جوکھم ۔ دشواری، پریشانی

آپ نے پڑھا

- اس کہانی میں افسانہ نگار نے خوش حال اور فارغ البال مرد اور عورت کی نفسیات کو پیش کیا ہے جنھیں ضعیفی میں اپنے بیٹے اور بہو کے ساتھ رہنا پڑتا ہے۔ مشترکہ خاندان میں نہ صرف کمزور معاشی طبقے کے افراد کے لئے مسائل کھڑے ہوتے ہیں بلکہ اکثر صورتوں میں خوش حال افراد بھی اول اول اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں اور پھر آپس میں ناچاقی بڑھتی جاتی ہے۔ برکت علی صدیقی اور ان کی بیگم کو جب اپنے بیٹے سراج اور بہو عرفانہ کے ساتھ رہنا پڑا تو رفتہ رفتہ اچھے تعلقات میں دراڑ پیدا ہونے لگی۔ افسانہ نگار نے اکتاہٹ اور یکسانیت سے پیدا ہونے والے خانگی انتشار کو کرداروں کی نفسیات کی روشنی میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

مختصر ترین سوالات

1. نگار عظیم کا اصل نام کیا ہے؟
2. نگار عظیم نے کس کس موضوع میں ایم اے کیا؟
3. نگار عظیم کے اولین افسانوی مجموعے کا نام کیا ہے؟
4. نگار عظیم کا مجموعہ 'گہن' کب شائع ہوا؟
5. نگار عظیم کے سفر نامہ کا نام کیا ہے؟

مختصر سوالات

1. 'سہی' اور 'صحیح' کے فرق کو جملے میں استعمال کر کے واضح کریں۔
2. نگار عظیم کی شخصیت پر پانچ جملے لکھیے۔
3. صنف افسانہ پر پانچ جملے لکھیے۔

طویل سوالات

1. سراج کی والدہ اپنے بیٹے کے گھر پر اکتاہٹ کیوں محسوس کرنے لگی؟
2. زیر نصاب افسانہ 'آشیانہ' کے مرکزی کردار پر روشنی ڈالیے۔
3. افسانے کے ارتقاء کا جائزہ لیجیے۔

4. نگار عظیم کی افسانوی خصوصیات بیان کیجیے۔

- مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع بنائیے۔

ضد، خدمت، موقع، مسئلہ، منزل

آئیے، کچھ کریں

1. اپنے استاد کی مدد سے بہار کے مختصر افسانہ نگاروں کی ایک فہرست بنائیے۔
2. بہار میں کن کن موضوعات پر مختصر افسانے لکھے جا رہے ہیں، اس پر ایک مذاکرہ کا اہتمام کیجیے۔